السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ضلع قصور سے حافظ زکریا دریافت کرتے ہیں کہ باپ کی عدم موجودگی میں اس کی رضا کے بغیر عدالتی نکاح کی شرعاً کیا حیثیت ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ میں عورت کو بذات خود اپنا نکاح کرنے کی اجازت نہیں بلکہ مرد عورت کے درمیان زندگی بسر کرنے کے معاہدہ (نکاح) میں ولی کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے سرپرست کا اولین فریضہ یہ ہے کہ پہلے وہ لڑکی کی رضامندی حاصل کرلے پھر کسی مرد سے اس کی شادی کے متعلق بات چیت شروع کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : "کہ سرپرست کے بغیر کوئی نکاح نہیں ہوتا۔ (ترمذی : ابوداوَد : کتاب النکاح)

اس حدیث کا واضح مطلب یہ ہے کہ جو نکاح سرپرست کی مرضی کے بغیر ہو اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے یعنی ایسا نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں ہے اس ضابطہ کی خلاف ورزی کرنے والے تمام عمر بدکاری کرتے ہیں اگر سرپرست غلط جگہ پر اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہے تو حق ولایت خود بخود دوسرے قریبی رشتے دار کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اگر تمام سرپرست کسی غلط جگہ پر شادی کے لیے اتفاق کرلیں (اگرچہ ایسا بہت کم ہوتا ہے) تو عدالتی چارہ جوئی کی جاسکتی ہے اگر عدالت اس تیجہ پر پہنچے کہ واقعی تمام سرپرست نکاح کے لیے کسی غلط کا رانتحاب کیے ہوئے ہیں جج کی سرپرستی میں عدالتی نکاح کیا جاسکتا ہے لیکن اگر باپ یا کوئی دوسرا سرپرست صحیح جگہ پر رشتہ کرنا چاہتا ہے اور لڑکی وہاں آمادہ نہیں یا غلط کار ہونے کی وجہ سے کسی ایسی جگہ رشتہ کرنا چاہتی ہے جو خاندان کے لیے باعث ننگ دعار ہے تو ان حالات میں عدالتی نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:343